بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

بدر

BADR – QADIAN

قادیان

Reg. No. L. CCL

عام قیمت پیشگی ۶ر (بغیہ ضمیمہ رتّی قرآن مجید)

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ

Reg. No. L. CCLXXXVIII

مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر ایں صد

ضمیمہ رتّی قرآن مجید (چار ر)

جلد ۱۰

۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء مطابق ۵ بیساکھ ۱۹۶۹

نمبر ۲۸

بھائیو! گر قادیاں آؤ گے تم

ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ

نُور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

حضرت امیرؓ کا مزاج مقدس

مکرمی جناب اکمل صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔ اس ہفتہ میں ایک دن بہت تیز بخار ہو گیا تھا پر سوں دست آ گئے تھے جو کل تک جاری رہے ان سے ضعف ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے کبھی کبھی کسی بیماری کا دورہ ہو جانے سے ضعف ہو جاتا ہے احباب بہت درد دل سے دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان دَوروں کو دُور کرے والسلام۔ عاجز بشارت احمدؐ عفی اللہ عنہ

مدینۃ المسیح

بُلبلِ بستانِ نبوّت صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ صاحب ایک دن کیواسطے قادیان آئے تھے۔ پھر امرتسر چلے گئے۔ وہاں سے باوجود ناسازیٔ طبیعت بٹالہ کے جلسہ میں شریک ہوئے۔ اب حسب الارشاد جناب امیر المومنین اپنے ماموں جان (میر محمد اسمٰعیل اسسٹنٹ سرجن) تبدیل آب و ہوا کے لئے کراچی جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت واپس لائے باقی خاندان رسالت امرتسر ہی میں ہے۔

(۲) مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ انبتہ اللہ نباتاً حسناً۔ اللہ تعالیٰ اس کو زکوٰۃ و اقرب رحماً بنائے۔

(۳) مہمان خانہ میں میاں امیر احمدؐ صاحب قریشی کی خدمات کا اضافہ مفید ثابت ہو رہا ہے۔

سفر بنارس

مفتی صاحب مکرّم کے سفر بنارس کا مختصر حال سنئے۔ حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب۔ مولوی غلام رسُول صاحب میر قاسم علی صاحب کے دو دو لکچر اور خواجہ کمال الدین صاحب کے تین لکچر ہوئے مفتی صاحب مکرّم نے ٹون ہال میں بوضاحت سلسلہ کی تبلیغ کی جسے سامعین نے توجہ سے سُنا۔ اور کئی ایک غیر احمدیوں نے اصرار کیا کہ ہم اپنے اہتمام کے ساتھ اپنے محلّہ میں وعظ کراتے ہیں یہی باتیں مفصل وہاں بیان کی جاویں۔ چنانچہ ان کی اس استدعا کے مطابق حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی غلام رسُول صاحب اور میر قاسم علی صاحب دو دن اور بنارس ٹھہرے اور مفتی صاحب بمعیّت مولوی سرور شاہ صاحب مونگھیر گئے۔ جہاں دو دن جلسہ ہوا وہاں پیشگوئیوں کے متعلق جھگڑا ہو رہا تھا اس لئے مفتی صاحب نے پیشگوئیوں کی حقیقت کے متعلق ایک تقریر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین ذکی و فہیم اشخاص نے بیعت کی۔ بنارس میں ایک ہندو پنڈت صاحب نے چند سوالات کئے جن کے جواب حافظ صاحب نے ایسے مدلّل دئے کہ وہ قائل ہو گیا۔ اور اُٹھ کر کہا۔ کہ میں دھن باد کرتا ہوں مرزا صاحب کو جنھوں نے آپ جیسے آدمی بنائے میں نے یہی سوال ثناء اللہ اور دیگر مولویوں سے کئے تھے مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ آج میری تشفی ہوئی۔

یہ خبر بھی اہل انصاف کے حلقے میں مسرت کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔ کہ مولوی اندھیل والا۔ اور گوجرانوالہ کا نقشبندی کاتب مباحثہ کے لئے جرأت نہ کر سکے اور آٹھ دس اشخاص نے بیعت کی درخواست بھجوائی۔

اس کے بعد مفتی صاحب و مولوی محمدؐ سرور صاحب شاہ آباد آئے یہاں آپ نے بڑے بڑے رؤسا کے سامنے حضرت مرزا علیہ السلام کی رسالت و نبوّت کے دلائل کھول کھول کر بیان کئے۔ جو مخالفین کے لئے دل بستگی کا موجب ہوئے۔ اور انہی لوگوں نے باصرار ایک دن اور ٹھہرایا اب شاہجہانپور سے ہوتے ہوئے قادیان آئیں گے۔

جلسہ بٹالہ

۶-۷۔ مئی کو انجمن احمدیہ بٹالہ کا جلسہ تھا رپورٹ تاحال نہیں پہنچی۔ مگر یہ خبر بڑی خوشی کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔ کہ اہل بٹالہ کو پیام حق بڑی خوبی کے ساتھ سنایا گیا پہلے روز شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ شیخ محمدؐ یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ صاحب نے لکچر دئے دوسرے دن حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی غلام رسُول صاحب راجیکی۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ایڈیٹر صاحب بدر و صاحبزادہ صاحب نے لکچر دئے۔ جن کا اثر بہت عمدہ ہوا حاضرین کی تعداد معقول تھی۔

(بدر پریس دار الامان قادیان میں میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر و منیجر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا)

کوئل

کوئل او پیاری کوئل! تو آگئی کہاں سے
پہلے ہی پھُنک رہا تھا میں سوزشِ نہاں سے
یہ اور آگ کیسی۔ تو نے لگائی آ کر
بجھنا ہے جس کا مشکل۔ اِس جسمِ ناتوان سے
آواز جو تری ہے۔ کیا درد سے بھری ہے
بیتاب کر رہی ہے۔ اندازِ دلستاں سے
بلبل ہزار نغمے۔ ہاں دلفگار نغمے
مجھ کو سنا چکی ہے۔ گلزار میں زباں سے
پر یہ صدا سُریلی۔ تجھ سے سُنی اکیلی
کھُلنے نہ پائی پہیلی۔ پھر بھی ترے بیاں سے
خود ہی مجھے بتادے۔ جو حال ہے سُنادے
اِک آگ سی لگادے۔ پُر درد داستاں سے
ہے اشتیاق کس کا۔ سوزِ فراق کس کا
تجھ کو نکال لایا۔ اس پہلے آشیاں سے
تو کیوں وطن سے نکلی۔ ہاں کیوں چمن سے نکلی
پھرتی ہے جنگلوں میں۔ بیزار اپنی جاں سے
کُوکُو ہے کس کی خاطر۔ تھا کون یارِ شاطر
جس کے لئے جُدا ہے۔ تو پیارے خانماں سے
ہر وقت اشکباری۔ دن رات آہ وزاری
اور اتنی بے قراری۔ پائی ہے کس مکاں سے
گلشن میں گُل کھلے ہیں۔ آپس میں ہنس رہے ہیں
ہے کام تجھ کو لیکن۔ بس نالہ و فغاں سے
رُوح و روانِ اکمل۔ ہے تجھ میں شانِ اکمل
بن جا زبانِ اکمل۔ اس طرزِ دلستاں سے

وہ بھی ہوا مسافر۔ اِک مہرباں کی خاطر
گھر بار چھوڑ بیٹھا۔ ہے دور خانماں سے
احباب چھوڑ آیا۔ منہ اُن سے موڑ آیا
اپنا وطن بھُلایا۔ اُلفت ہے قادیاں سے
عاجز ہے ناتواں ہے۔ اِک مشتِ استخواں ہے
منسوب بدستاں ہے۔ مشہور اس نشاں سے
اُس کی سیاہ کاری۔ اُس کی گناہ گاری
پھر اُس کی بیقراری۔ بالکل الگ جہاں سے
ہے بندۂ محبت۔ تکلیف میں مسرت
ذلت میں ایک عزت۔ پاتا ہے امتحاں سے

بُو سے وفا سے خالی۔ پھولوں کی پائی ڈالی
مرمر کے جان نکالی۔ ناچار بوستاں سے
اَب جنگلوں میں پھر کر۔ ہر ہر قدم پہ گر کر
ڈھونڈیگا اپنا دلبر۔ وہ چشمِ خونفشاں سے

کوئل او پیاری کوئل! آ مِل کے دونو روئیں
داغِ فراقِ دلبر۔ اشکوں سے اپنی دھوئیں

وی پی واپس کرنیوالے

ہم نے دو ماہ پہلے نوٹس دیا۔ کہ بدر بقایا داروں کے نام وی پی کیا جاتا ہے پھر ہر ایک صاحب کو اطلاعی کارڈ بھیجے۔ جن حضرات کے خطوط یکم مئی تک پہنچ گئے اون کے نام وی پی نہیں ہوا۔ باوجود اس احتیاط کے جن احباب نے وی پی واپس کردئے ہیں وہ مہربانی فرماکر لکھ بھیجیں کہ کب چندہ سالانہ ادا فرمائیں گے اور اگر وہ ۱۴ مئی ۱۹۱۳ء کا پرچہ دیکھنا چاہتے ہیں جس میں کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب کا مضمون دربارۂ احمدی وغیر احمدی تھا تو ۱؍ کے ٹکٹ (حرجانہ وی پی) بھیجکر منگوا لیں۔

چکوال میں احمدیوں کو تکلیف

ایک بھائی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دو مخالف مولویوں نے ہماری مخالفت میں وعظ کئے اور کہاکہ مرزائی کافر ہیں ان کی عورتیں ان پر حرام ہیں۔ ... ... احمدی عورت کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ تین ماہ انتظار کرکے دوسری جگہ نکاح کردو۔ مرزائی لوگوں سے کھانا۔ پینا۔ بیٹھنا۔ لین دین۔ بات چیت کرنا بند کردیا جاوے۔ کوئی مسلمان ان کی روٹی نہ لگائے۔ تندور۔ چاہ۔ بند کئے جاویں یہاں تک کہ کپڑے سے کپڑا نہ چھونے دیں۔ وغیر ذالک۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ چکوال کے سقوں نے ہمارا پانی بند کردیا ہے۔"

یہ حالات سخت قابلِ افسوس ہیں ہم اپنے بھائیوں کو صبر و استقلال و ثبات کی تاکید کرتے ہیں۔ سلامت روی۔ امن پسندی کے ساتھ رہیں کیونکہ آخر فتح انشاء اللہ تمہاری ہے

برادر مرحوم

بعض الفاظ اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے بہت ہی دل پسند ہوتے ہیں۔ مگر اصطلاحی معانی کے اعتبار سے بعض اوقات تشویش پھیلا دیتے ہیں۔ ۲۷۔ اپریل کے بدر صفحہ ۲ کالم ۲ پر آیت ہے اس کے متعلق بعض دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے

ملک محمد بخش صاحب بخیر و عافیت زندہ موجود ہیں۔

سکھ اور احمدی

سولہ سال سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا دعوے ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ راستباز مسلمان اور ولی اللہ تھے۔ اور اس کے ثبوت میں آپ نے کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نُور بالخصوص اپنے سکھ بھائیوں کو یہ پیغام بڑی محبت اور پیار سے سُناتے رہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ماسٹر عبد الرحمان صاحب کا رسالہ گورو باوا نانک صاحب کا چولہ جو تین سال سے شائع ہو رہا ہے۔ سکھوں کو غیر معمولی توجہ ہوئی اور لاہور میں اشتہار بازی شروع ہوگئی۔ جو کہ کسی مفید نتیجہ پر نہ پہنچا سکتی تھی۔ چونکہ امرتسر سے بھی چیلنج دیا گیا تھا۔ اس لئے جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ نے اشتہار دیا ہے کہ اگر سکھ صاحبان حفظِ امن کا ذمہ لیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت بھی حاصل کریں۔ تو ایک مکان کے اندر حاضرین کی مخصوص تعداد کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور ہے۔ تحقیق حق کے لئے یہ طریق بہت ہی عمدہ ہے۔

نتیجہ مباحثہ مانگٹ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ بے شک وہ لوگ جو خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں کبھی کامیاب نہیں ہوتے

پچھلے دنوں موضع مانگٹ اونچے علاقہ حافظ آباد میں جماعت احمدیہ و غیر احمدیہ میں مباحثہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کیطرف سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مقرر ہوئے چنانچہ دوران گفتگو میں مولوی ابراہیم صاحب نے مع تمام غیر احمدیوں کے اللہ کی قسم کھاکر کہاکہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری زندہ آسمان پر ہیں اور احمدیوں نے بھی قسم کھائی کہ حضرت عیسیٰ دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو گئے اور انکا جسم آسمان پر نہیں گیا۔ احمدیوں کی طرف سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے قرآن شریف سے وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایسے دلائل اور استدلال پیش کئے جن کا جواب حضرت ابراہیم صاحب نہ دے سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غیر احمدیوں میں سے بعد مباحثہ جنھوں نے مولوی ابراہیم کے ساتھ قسم اُٹھائی تھی پچاس آدمی جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ احمدی ہوئے۔ اور احمدیوں میں سے ایک آدمی بھی مرتد نہیں ہوا۔ اگر کسی غیر احمدی کو شک ہے تو موضع مانگٹ میں آکر تصدیق کر سکتا ہے۔ سُنا ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب نے رسالہ الہادی و پرچہ اہل حدیث میں مضمون خلاف واقعہ درج کرایا ہے یہ محض دجل ہے جسکو شک ہو وہ مانگٹ میں آکر دریافت کر سکتا ہے۔ اسماء گرامی جو داخل بیعت ہوئے علی محمد۔ محمد بخش۔ علی محمد۔ تاجا۔ گاموں۔ سردارا۔ صدر الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَمَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ ؕ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا ایک عظیم احسان

حق بین نگاہ کے واسطے تو حضرت مسیح موعود ہزاروں نشان چھوڑ گئے ہیں - پر جس نے آنکھ پر تعصب کی پٹی باندہ لی ہو - اور اس کے کھولنے پر راضی نہ ہو - اس کا کیا علاج حضرت مرحوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک کا ذکر ہمارے صاحبدل ڈاکٹر ذیل کے مضمون میں کرتے ہیں - معارف قرآنی جو اس سلسلہ حقہ پر احمدیہ کے طفیل کھلے ہیں - ان کی ایک مثال جناب خواجہ صاحب کے لکچروں میں غیر احمدی اصحاب کثرت سے دیکھ چکے ہیں - خواجہ صاحب کو لوگوں نے گھر بلایا تو کسقدر فائدہ پایا - اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ خواجۂ خواجگان کے گھر میں آجاویں تو کسقدر نعمت سے مالامال ہو جاویں (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاں سینکڑوں ہزاروں احسان دنیا کے لوگوں پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً ہیں - وہاں ایک احسان یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کے علم اور عمل کو دوبارہ دنیا میں قایم کیا - اور ایک جماعت ایسی بنا دی جسمیں خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کے علم کا خاص جوش رکھا ہے آپ کی جماعت کے علم قرآن کو اپنوں اور غیروں سبھوں نے مانا ہے جس کے دل میں ذرہ برابر بھی انصاف اور حق پرستی ہے اس کو ماننا پڑتا ہے کہ قرآن کریم کا فہم اور اس پر عمل اس جماعت کو خدا نے خاص طور پر عنایت فرمایا ہے - ہٹ دھرمی سے کوئی زبان سے مانے یا نہ مانے مگر یہ واقعات ہیں کہ احمدیوں کی خوشہ چینیاں کر کر کے لوگ لکچرار اور واعظ اور مفسر بنے پھرتے ہیں - اور غیر اقوام کے مقابل میں احمدی ہتھیاروں سے ہی کام لیتے ہیں - جھوٹا کھاتے جاتے ہیں اور غرّاتے جاتے ہیں - ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد!!

خیر - اس بات پر میں نے بہت غور کیا ہے - یہ تو سچ ہے کہ جو کچھ اس جماعت کو قرآن کریم کا علم اور عمل نصیب ہوا ہے چند بزرگوں کو جن پر اس پاک کتاب کے علم اور عمل کا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا - ان کو حضرت کے فیض سے خدا نے مزید براں اور ہزارہا لطائف و معارف عطا کئے - حضرت اقدس کا یہ فیض جو جماعت کو پہونچا ہے - وہ میں نے دیکھا کہ کئی طریقوں سے پہونچا ہے - ان میں سے بعض عرض کرتا ہوں (۱) خود حضرت نے اپنی مختلف کتابوں یا تقریروں اور تحریروں میں بعض آیات قرآنی کی ایسی لطیف تفسیر کر دی ہے - کہ روح وجد کرتی ہے اور ساتھ ہی ایسی جامع ہے کہ دوسری آیات کی تفاسیر میں بہت مدد ملتی ہے -

(۲) قرآن کریم کی تفسیر اور فہم کیلئے بعض ایسے اصول اور گر حضور نے بتلا دیئے کہ وہ ہر ایک آیت کے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں -

(۳) بیعت سے جو ایک روحانی تعلق پیدا ہو جاتا ہے - اس کی وجہ سے جو انعامات اور فضل اللہ تعالےٰ کے حضور پر ہو رہے تھے - اس میں سے جماعت نے بھی حصّہ لیا -

(۴) حضور کی قوت قدسی نے خدا کے فضل سے جو تزکیہ جماعت میں پیدا کیا - اور اس طرح جماعت نے جو تقوےٰ اور طہارت حصّہ لیا تو اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے پاک کلام کا فہم عطا فرمایا - پھر جب اس وعدہ آلہی کے جو قرآن مجید میں ارشاد ہے - کہ :- اِتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ - یعنے تم تقوای اختیار کرو - اللہ تمہیں علم دیگا - خود سکھا دیگا - یہ بھی فرمایا کہ :- لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنے قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جو پاک کئے گئے ہیں - یہ جماعت کی صداقت کا ایک **بڑا بھاری نشان ہے** - خود خدا کی کتاب کا فیصلہ ہے کاش کہ کوئی خدا سے ڈر کر سنے اور مانے یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ؕ

۵ حضرت اقدس چونکہ منہاج نبوت پر تھے - اور قرآن کریم کا ایک بڑا حصّہ منہاج نبوت کی تفصیل میں ہے - اسلئے حضرت اقدس کی زندگی اور نمونہ کو دیکھکر بہت کچھ قرآن کریم حل ہو گیا ہے - قاعدہ ہے کہ زندہ مثال سے بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے - مامور کی پیشینگوئیاں - ان کی مخالفت - پھر خدا کی نصرت اور تائید اور مخالفین کی ذلت اور ہلاکت - غرض سبھی کچھ تو دیکھا - الحمد للہ ثم الحمد للہ - حضرت اقدس گویا قرآن کریم کی زندہ تفسیر تھے - لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے کوئی تفسیر نہیں لکھی - میں کہتا ہوں وہ خود مجسم تفسیر تھے - پھر حضرت اقدس کی مسیحیت و مہدویت کے اعلےٰ رتبہ پر قرآن کریم کی اتباع سے پہنچ جانے سے یہ بھی پتہ لگا کہ قرآن کریم کی عبادات و معاملات کی اصلی غرض و غایت کیا ہے - اور کس مقام پر وہ انسان کو پہنچانا چاہتا ہے -

۶ - نکتہ قرآنی سمجھا کر کہ قرآن کریم دعوے کیساتھ ہمیشہ دلائل بھی بیان کرتا ہے - قرآنی علوم کا دروازہ کھولدیا جس سے عجیب و غریب حقایق و معارف کا دریا امنڈ پڑا - علم و کلام میں ایک انقلاب پیدا کر دیا -

۷ - پھر بعض آیات قرآن مجید جو حضرت اقدس کو الہام ہو کر اُن کے شان نزول سے اور ان کے اندر جو پیشینگوئیاں مخفی تہیں ان کے اس زمانہ میں بھی پورا ہو جانے سے نہ صرف قرآن مجید کی اعلےٰ تفسیر کا علم ہی حاصل ہوا - بلکہ اس پاک کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تازہ مہر لگ گئی - اس کی ایک مثال یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں - قرآن کریم میں سورۂ دخان میں آتا ہے - فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ٭ یَّغْشَی النَّاسَ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ٭ رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ٭ اَنّٰی لَھُمُ الذِّکْرٰی وَقَدْ جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ٭ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ٭ اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ ٭ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَۃَ الْکُبْرٰی اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ؕ

ترجمہ :- پس انتظار کر اس وقت کا جب آسمان کھلا کھلا دخان لاوے - وہ چھا لیگا لوگوں کو - یہ دردناک عذاب ہے ، اے ہمارے رب ہم سے اس عذاب کو ٹال دے ہم بیشک ایمان رکھنے والے ہیں - ان کو نصیحت کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ بیشک ان کے پاس کھول کر (سمجھا دینے والا) رسول آیا - اس پر بھی یہ اس سے پھر گئے - اور کہنے لگے سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے ، بیشک ہم کچھ (عرصہ کیلئے) عذاب کو ہٹا دیں گے - تم پھر وہی (کفر) کرو گے - جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے - ہم پورا بدلہ لیں گے "

دُخان کے عربی لغت میں معنے ہیں - دھواں - گرد و غبار مصیبت - خشک سالی - قحط - اجناس کی گرانی - درختوں پر پھلوں کی قلت وغیرہ وغیرہ - یہ ایک پیشینگوئی تھی - جو نہایت صفائی سے پوری ہوئی - جب کفار مکہ نے بہت بکواس کی - اور شوخی میں حد سے بڑھ گئے - اور حضرت رسالت مآب صلعم کو طرح طرح کے دکھ دیئے - تو اللہ تعالےٰ نے یہ پیشینگوئی کی - کہ ان پر قحط کا عذاب آئیگا - اور وہ ایسا سخت ہوگا - کہ یہ بلبلا اٹھیں گے - اور بے اختیار ان کی روح اور ان کے قلب چلا اٹھیں گے کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب ٹال دے ہم نے مان لیا - فرمایا اچھا ہم کچھ عرصہ کیلئے عذاب ٹالدیں گے لیکن یہ پھر وہی شرارتیں شروع کر دیں گے - اس لئے پھر ہم ان کو ایکدن ایسے سخت عذاب سے پکڑیں گے کہ پھر ہم بدلہ پورا پورا لیلیں گے "

چنانچہ ایسا ہی ہوا - کہ مکہ میں سات سال کا قحط پڑا اور ایسا سخت پڑا کہ کفار مکہ ہڈیاں اور مردار اور اونٹ کے بال تک کھا گئے - اور بلبلا اٹھے اور بالآخر حضرت ختمی مرتبت صلعم کے حضور دعا کے لئے استدعا کی - چنانچہ عذاب ٹل گیا - مگر پھر وہی شرارتیں شروع کر دیں - چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا

بدر کے دن خدا نے ایسی سخت پکڑ سے پکڑا کہ گویا یکدم ائمۃ الکفر کا خاتمہ ہو گیا ۔ یہ ایک بڑا نشان اور معجزہ قرآن کریم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ۔ مگر اس معجزہ سے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کو بھی محروم نہیں کیا ۔ اور پھر اسی معجزہ کو دوبارہ اس زمانہ میں دکھلا کر نہ صرف حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تازہ مہر لگا دی ۔ بلکہ اس آیت کی صحیح تفسیر بھی فرما دی جس میں مفسرین کو کچھ اختلاف تھا ۔ بلکہ تشحیذ الاخلاق کے ایک پرچہ میں نے ایک بڑے مشہور فاضل بزرگ کو اس آیت کی تفسیر میں نہایت حیران و سرگردان پایا ہے ۔ ۱۳ ۔ اگست ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین ؕ "الہام" ہوئی ۔ یعنے آسمان کھلی کھلی خشک سالی ۔ قحط اور اجناس کی گرانی لائیگا ۱۳ ۔ اگست کا یہ الہام ہے اس سال جولائی میں کثرت سے بارش ہو رہی تھی ۔ بلکہ اگست تک بارش کا زور رہا ۔ اور کوئی آثار قحط کے نہ تھے ۔ چنانچہ بارشوں کے زور شور میں ہی یہ الہام ہوا ۔ اس الہام کے دو چار روز ہی بعد آسمان کا رنگ پلٹ گیا ۔ (دیکھنے یا دانست رکھنے کی بات ہے) بادل خدا جانے کہاں اڑ گئے ۔ اور ایسی خشک سالی ہوئی ۔ اور ایسا سخت قحط پڑا ۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا اور نہ دیکھا تھا ۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں گیہوں کے آٹے کا نرخ ۵ سیر تھا ۔ اور علے ہذا القیاس ہر چیز سخت گران تھی ۔ یہ قحط اپنی آپ ہی نظیر تھا ۔ نہ صرف اپنی شدت کے لحاظ سے ۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اسکا اثر ایسا عالمگیر اور پایدار ثابت ہوا ۔ اور اب تک ہندوستان کو اس سے نجات نصیب نہیں ہوئی ۔ نہ صرف گیہوں چنا چاول وغیرہ ہی گران ہوئے بلکہ دودھ گھی ۔ گوشت ترکاری ۔ ایندھن ۔ غرض ہر چیز میں یکدم آگ سی لگ گئی ۔ اب بارشیں بھی ہوتی ہیں فصلیں بھی اچھی ہونے لگی ہیں ۔ مگر اجناس کی گرانی کسی صورت کم نہیں ہوتی ۔ مدبران ملک کچھ ہی اسکا سبب بتائیں ۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا خمیازہ ہے ۔

یہ آسمانی دخان ہے تو بہ سے ہی جائے گا!

سبحان اللہ یہ پیش گوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی ہے ۔ خدا سچا ۔ اس کا کلام سچا ۔ اس کا رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سچا اس کا خلیفہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچا ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور سب کو سچی معرفت عطا فرماوے ۔ آمین ۔

نوٹ :۔ یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے ۔ مذکورہ بالا آیتوں میں جہاں مذکور ہے کہ قحط پڑیگا اور لوگوں پر چھا جائیگا اس کے آگے آتا ہے ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون یعنے کفار مکہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو ٹال دے ہم ایمان لائے ۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ قحط سے جب وہ بلبلا اُٹھے ۔ تو آنحضرت صلعم سے اس کے ٹلنے کی استدعا کی ظاہر میں تو ایمان نہیں لائے ۔ حالانکہ آیت مذکورہ میں صاف صاف "ہم ایمان لے آئے" موجود ہے لہذا یہ معلوم ہوا ۔ کہ وہ حالت خوف جو ان کو حضرت رسول کریم صلعم کے حضور میں لے آئی ۔ دراصل ان کے قلب میں کسی ایمان کے شائبہ کا نتیجہ تھی ۔ کیونکہ بغیر ایمان رہنے کے ممکن نہیں کہ خوف پیدا ہو ۔ جب کسی چیز کا انسان قایل ہی نہیں تو اس سے ڈرنا کیا ۔ اگر ڈرتا ہے ۔ تو معلوم ہوا کہ ضرور کچھ نہ کچھ دل میں قایل ہے جسکا نتیجہ یہ ڈر ہے ۔ اللہ کی ذات تو رحیم و کریم ہے وہاں تو ارشاد ہے کہ من یّعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ یعنے کوئی اگر ذرہ کے برابر بھی نیک عمل کرے گا ۔ تو اس کو دیکھ لیگا ۔ چنانچہ اسی شائبہ ایمانی کو جو قلب کے اندر پیدا ہوا تھا اور اگرچہ اسقدر کمزور تھا کہ کھلے طور پر ایمان لانے کی طاقت ان میں پیدا نہیں کر سکا ۔ مگر مولا کریم نے اُسے انا مؤمنون کے لفظ سے ہی تعبیر کیا ۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب ٹل گیا ۔ اگرچہ پہلے خود اللہ تعالےٰ نے ہی بتلا یا تھا کہ یہ پھر اپنی شوخیوں اور شرارتوں کیطرف عود کریں گے ۔ مگر مولا کریم کا تو ہر ایک فعل انسان کی موجودہ حالت کے مطابق ہوتا ہے ۔ جیسی جیسی حالت بدلتی جاتی ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی اس بندے سے بدلتا جاتا ہے ۔ چونکہ ان کے قلب میں شائبہ ایمانی پیدا ہوا عذاب کو ٹالدیا ۔ باوجود آیندہ کے علم کے ان کے ساتھ ان کی حالت موجودہ کے مطابق ہی معاملہ کیا ۔ جب پھر شوخی کرنے لگے اور اس مہربانی اور عفو سے فایدہ نہ اُٹھایا تو پھر ایسا پکڑا کہ مہلت ہی نہ ملی ۔ اب میں ان لوگوں کی خدمت میں جو حضرت مسیح موعود مغفور کی عبد اللہ آتھم والی پیشین گوئی پر اعتراض کیا کرتے ہیں گذارش کرتا ہوں ۔ کہ خدا کے لئے انصاف سے ٹھنڈے دل سے سوچو ۔ کیا ٹھیک یہی حالت عبد اللہ آتھم کی نہیں تھی ۔ جب پندرہ ماہ کے اندر اس کی موت کی پیشین گوئی کی گئی ۔ اور شرط یہ تھی ۔ کہ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے اب فرماؤ کہ اس کی قلبی حالت کا نقشہ ٹھیک وہی تھا جو کفار مکہ کے دلوں کا تھا؟ جیسے وہ ڈرے ایسا ہی یہ بھی ڈرا اور ڈرنیکا ثبوت یہ ہے کہ پہلے تو اُس نے اسی مجلس میں جسمیں یہ پیشگوئی سنائی گئی ۔ کانوں پر ہاتھ رکھے اور صاف انکار کر دیا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کی ۔ (یاد رہے کہ یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی سزا کے طور پر حضرت مسیح موعود نے کی تھی) پھر اس نے اسلام کے خلاف تقریر و تحریر یک قلم چھوڑ دی ۔ حالانکہ پہلے وہ عیسائیت کا بڑا بھاری مبلّغ اور اسلام کا سخت دشمن تھا ۔ رات دن اسلام کے خلاف ہی کارروائیاں کیا کرتا تھا ۔ پھر اتنا ڈرا کہ مشہور کیا کہ مرزا صاحب نے ایک تعلیم یافتہ سانپ اس کے پیچھے چھوڑ رکھا ہے ۔ پھر بھاگا ہوا فیروز پور گیا ۔ وہاں کہنے لگا ۔ کہ رات کو سوار ننگی تلواریں لئے اُسے نظر آتے ہیں ۔ جو اس کو قتل کرنے کے درپے ہیں ۔ رات کو پہرہ رکھتا ۔ وہاں سے بھاگ کر لدہیانہ پہونچا ۔ وہاں بھی یہی نظارہ اُسے نظر آتا رہا ۔ جو خوف اور ڈر کا نتیجہ تھا ۔ پھر ایک دفعہ بیچارہ چڑھا تو روتا روتا بولا کہ مجھے میں پکڑا گیا ۔ غرض اس قدر ڈر کبھی نہیں ہو سکتا جب تک قلب میں کوئی شائبہ ایمانی نہ ہو اگر قطعًا کوئی ایمان نہ ہو تو ڈرنا کیا معنے رکھتا ہے ۔ جسقدر یہ شخص ڈرا ہے کفار مکہ میں سے تو کوئی اتنا نہیں ڈرا ۔ پھر جب ہتوڑے سے ڈر پیدا ہونے سے خدا تعالےٰ نے ان کی قلبی کیفیت پر انا مؤمنون کا اطلاق فرمایا ۔ اور اُن کے سر سے عذاب کو ٹالدیا ۔ تو پھر بدرجۂ اولیٰ ماننا پڑیگا کہ عبد اللہ آتھم کی قلبی کیفیت پر یہی فتویٰ لگ کر عذاب ٹلجانا چاہیئے ۔ اور چنانچہ ایسا ہی ہوا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی ۔ پھر جیسے کفار مکہ دوبارہ شوخی کرنے سے پکڑے گئے اور ہلاک ہوئے ۔ اسی طرح جب پندرہ ماہ گذر گئے تو عبد اللہ آتھم نے یہ سمجھا کہ ادہر یہ تو کچھ بھی نہیں تھا ۔ اس کا وہ ڈر اور ایمانی کیفیت جاتی رہی ۔ چنانچہ پھر سال کے اندر ہی پکڑا گیا اور ہلاک ہو گیا ۔ اب قرآن کریم کی آیت موجود ہے اس کے فیصلہ پر غور کرو ۔ عبد اللہ آتھم والی حالت پر کیا فتویٰ لگتا ہے ۔ اور پھر خدا کی سنت کیا ہونی چاہیئے ۔ ان آیات نے معاملہ کو آئینہ کیطرح صاف کر دیا ہے ۔ کوئی سعید روح ہے جو اس سے فائدہ اُٹھاوے ؟

(عاجز بشارت احمد)

رسید زر

۱۸ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء
اکبر علی صاحب ۲۴۹۳ ؏
۲۰ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء
شیخ غلام قادر صاحب ۲۰۶۸ ؏
مستری مہر محمد صاحب ۲۷۱۵ للعہ
۲۲ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء
عبد العزیز صاحب ۲۰۸۰ ؏
گلاب الدین صاحب رہتاس ۲۰۳۵ ؏؍
محمد میر صاحب ۲۶۵۹ ؏؍
محی الدین صاحب ۱۶۷۱ ؏؍
۲۳ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء
محمد اسمٰعیل صاحب ۳۵۵ ؏؍

تبلیغ

ہر ایک سلسلہ حقہ میں سابقین اوّلین کا درجہ سب سے بڑھ کر ہے - کیونکہ وہ ایسے وقت میں خدا کے فرستادہ کا ساتھ دیتے ہیں - جبکہ دنیا اس کی مخالف ہوتی ہے اور ان میں سے ہر ایک اس صادق مامور الٰہی کی معیت میں اور نصرت میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ خود واعظ بن جاتا ہے اور شب و روز تبلیغ کے کام میں بدل و جان مصروف رہتا ہے - اس قسم کے بہت سے پاک نفوس جماعت احمدیہ میں مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے ہیں - جو اپنی جگہ اپنے ذوق کے مطابق برابر اس کام میں مصروف ہیں اس جگہ میں بطور نمونہ ان انصار سلسلہ میں سے ایک بزرگ مخلص کا ذکر کرتا ہوں - جن کو بعض احباب جناب محمد ابراہیم خاں صاحب بن حاجی موسیٰ خانصاحب ساکن کراچی کے نام سے پہچانتے ہوں گے - کیونکہ اخبار میں گاہے بگاہے ان ہر سہ عالیقدر بھائیوں میں سے کسی نہ کسی کا ذکر ہوتا رہا ہے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے مکرم دوست محمد ابراہیم خانصاحب اپنے علاقہ کے بعض اکابر تک تبلیغ حق کے پہونچانے میں نہایت سرگرمی سے مصروف رہے ہیں - اس کے ثبوت میں ہمیں خانصاحب موصوف کے چند ایک خط بزبان فارسی ملے ہیں خانصاحب موصوف نے کبھی اس امر کا ہمارے سامنے یا کسی دوسرے دوست کے سامنے ذکر بھی نہیں کیا تھا - کہ وہ اس خدمت میں مصروف ہیں - لیکن کسی اتفاق حسنہ سے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ خط ہم تک پہونچے ہیں - یہ خطوط نہایت مدلل ہیں اور ایک صوفیانہ جھلک اپنے اندر رکھتے ہیں - اس واسطے امید ہے کہ ان کی اشاعت ناظرین کیواسطے عموماً اور بالخصوص ان اصحاب کیواسطے جو فارسی کی شیرینی سے چاشنی لینے کا مذاق رکھتے ہیں بہت مفید ہوگی - اس واسطے ان میں سے ایک خط درج اخبار کرتے ہیں - اور وقتاً فوقتاً اور بھی کریں گے انشاءاللہ تعالےٰ - اور صاحبان دل سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خانصاحب موصوف اور ان کے برادران گرامی قدر کیواسطے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں دینی و دنیوی حسنات سے متمتع کرے - اور تمام مشکلات کو ان کی راہ سے ہٹا کر انہیں بامراد و کامیاب فرما وے - آمین

(ایڈیٹر)

نقل خط

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین

القوم اخوان صدق بینھم نسب عن المودۃ لا یبدل بہ سبب

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

دیروز نوازشنامۂ ایشاں - - - - - - - - رسیدہ خوشنود گردانید - جزاک اللہ فی الدارین خیراً - - - بر شما مخفی نیست کہ تعلق بندہ با جناب لِلّٰہی - - - - - - امروزی نیست - - - - - - بلکہ قدیم است - چنانچہ معلوم جانبین است -

ومقصود از ثبوت قدامت تعلق مذکور اظہار امر غیبی است کہ مبرا از شوائب اغراض نفسانی است - یعنے خالص منجانب اللہ است - اگرچہ انسان را دریں عالم بشریت کہ مربوط بچندیں اسباب و وسایل است - فی الجملہ از اغراض نفسانیت چارہ نیست تاہم چوں برابتدا و اصل ایں تعلق نظر کردہ میشود - یک گونہ امید واری پیدا میشود کہ دریں تعلق بحکمۃ کاملۂ او سبحانہٗ تعالےٰ بالضرور کدام روحانیتی مندرج است -

للّٰہ الحمد کہ امروز از شجرہ ایشاں بہ ثبوت رسید - کہ خاندان شما را با اکابران دین متین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسبت خاصہ حاصل است و شاید بندہ را در باطن کشش روحانیت بآں اکابر علیہم السلام بسوئے ایشاں میکشیدہ است پس بندہ را بحکم آیت ھل جزاء الاحسان الا الاحسان نیز باید کہ حق ایں کشش مبارک بحسب مقدور خویش ادا کند و ہمیں باعث است کہ بندہ ہمیشہ دریں فکر بسر می برد کہ در خدمت ایشاں تحفہ پیش کند کہ بہترین تحفہا باشد یعنے تذکرہ دینی - چرا کہ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند نعم العطیۃ ونعم الھدیۃ کلمۃ حکمۃ سمعھا فتطوی علیھا ثم تحملھا الی اخ لک مسلم تعلمہ ایاھا تعدل عبادۃ سنۃ یعنی بہترین عطاہا و خوشترین ہدیہ ہا سخن حکمت است - کہ تو آنرا شنیدہ یاد داری و باز آں را تا برادر مسلمان خویش رسانی و اورا بیاموزی - کہ ہمچو عمل مساوی عبادت یکسالہ است و ایں حدیث تفسیر آیۃ کریمہ :- ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ است کما لا یخفیٰ لہذا بحکم آیۃ کریمہ واذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا یکتمونہ کہ تفسیر آں در ایں حدیث است کہ ما اتی اللّٰہ عالماً علماً الا اخذ علیہ من المیثاق ما اخذ علی النبیین ان یبینوہ للناس ولا یکتموہ اظہار علم ما فی الضمیر خود فرض دانستہ گذارش میکند کہ در نفحات الانس ص ۳۰ آمدہ کہ جد امجد ایشاں حضرت شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاری وصیت کردہ گفتہ اند کہ از ہر پیرے سخنے یاد گیرید و اگر نتوانید نام ایشاں یاد دارید کہ بآں بہرہ یابید و نیز فرمودہ اند کہ اولیں نشان ہدایت آنست کہ سخن مشائخ شنوی و ترا خوش آید و بہ دل با ایشاں گرائی و انکار نیاری - و ہرگاہ از دوستان خود یکی را با تو نماید و ترا قبول نیفتد و بنظر تو حقیر آید بتر باشد از ہر گناہ کہ آں بتر باشد کہ بکنی - زیرا کہ آں دلیل محرومی و حجاب باشد نعوذ باللّٰہ من الخذلان و اگر در نظر غلط افتد و وے آں نباشد کہ ترا بوے قبول افتاد - ترا زیان ندارد - کہ قصد تو بآں بودہ است باشد - انتہی کلامہ

بندہ میگوید کہ درحقیقۃ ایں وصیت جد امجد ایشاں تفسیر ایں آیۃ کریمہ است کہ در سورۃ مومن است وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللّٰہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب یعنے مردے مومن کہ از آل فرعون بود و ایمان خود را از فرعونیاں پوشیدہ میداشت - بہ فرعونیاں گفت چہ شما درپے قتل و خرابی ہمچو مردے افتادہ آید - کہ اللہ تعالےٰ را رب میگوید (یعنے بلا واسطہ تربیت او از او سبحانہٗ تعالےٰ شدہ است) و نزد شما بہ دلایل بیّن و براہین روشن آمدہ است حالانکہ اگر او دروغگو است سزائے کذب برا و است و اگر راست گو است پس بعضی ازاں مصیبت کہ او شما را وعدہ میدہد خواہد افتاد - یقیناً بدانید کہ او سبحانہٗ تعالےٰ ہیچ مسرف کذاب را بہ اسرار و معارف خود ہدایۃ نمیکند -

حضرت جد امجد ایشاں نیز ہمیں وصیت فرمودہ است کہ ہر کہ دعوے عرفاں بکند با او بہ ادب پیش آید - کہ دراں خیر شما است چرا کہ اگر او بر حق است و شما از و انکار کردید مرتکب گناہ عظیم کہ مثل آں دیگر گناہے نیست شدید - چرا کہ انکار یک کس از اہل حق انکار تمامی انبیاء و اولیا است - و اگر شما او را قبول کردید و او در دعوے خود راست نبود شما را ہیچ زیان نمیکند زیرا کہ شما او را برائے حق قبول کردہ اید دریں جا شاید کسی را در دل ایں خطرہ خطور کند کہ کسی کہ در بعض امور دین مخالف مشرب ماست ابدا چگونہ قبول باید کرد - در جواب ایں خطرہ بندہ ہم از رشحات نکتۂ معروض میدارد تا روشن شود کہ اہل حق چقدر پاس خاطر اہل باطن میداشتند - در ص ۵۴ رشحات در ذکر خواجہ بزرگ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ آوردہ کہ مشرب حضرت امیر

کلال کہ پیر طریقہ خواجۂ بزرگ اند۔ این بود کہ ذکر خفی را با ذکر جہری جمع میکردند چوں زمان حضرت خواجۂ بزرگ یعنی حضرت بہاء الدین نقشبند رسید اوشاں ذکر خفی اختیار فرمودند۔ و از ذکر جہری اجتناب نمودند و ہر گاہ کہ اصحاب امیر کلال قدس سرہٗ افتتاح مجلس ذکر جہری میکردند حضرت خواجۂ بزرگ از مجلس برخاستہ بیروں می رفتند۔ و ایں معنی بر اصحاب امیر کلال قدس سرہٗ سخت گراں می افتاد۔ اما حضرت خواجۂ بزرگ ہیچ پرواہ آں نمیکردند و نیز با وجود ایں مخالفت با پیر طریقۂ خویش در بجا آوری خدمت و ملازمت امیر کلال دقیقہ از دقایق فرو نمی گذاشتند وحضرت امیر کلال قدس سرہٗ نیز اندریں باب بر اوشاں ہیچ اعتراض نمیکردند اکنوں بندہ میگوید کہ بانصاف نظر باید کرد کہ اہل حق چہ قدر رعایت خاطر یکدیگر میفرمودند حالانکہ ذکر خفی و جہری ہر دو بہ آیات و حدیث ثابت است و امروز ایں حالست کہ بر ہیچو صاحب مرتبہ بلند کہ دعوے مسیحیت و مہدویت آخر الزمان فرمودہ کہ مثل آں دیگر مرتبہ نیست چراکہ مرتبہ ختم خلافۃ است۔ صاف صاف انکار و حکم تکفیر و سعی در تکذیب او میشود۔ حالانکہ اختلاف اوشاں محض در مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام است و ایں اختلاف نیز امروزی نیست بلکہ قدیمی است اگر فرق است در اجمال و تفصیل است چراکہ امام مالک علیہ الرحمۃ کہ اولیں امام اند۔ بریں مقر ہستند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ اند۔ و امام ابن حزم بصاف الفاظ فرمودہ کہ از رو ئے ظاہر آیات قرآن مجید وفات اوشاں ثابت است۔ لہٰذا مذہب مو ہمیں است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ اند۔

وہم چنیں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بصاف الفاظ در تفسیر خویش در ص ۲۶۲ - میفرمائند وجب نزولہ فی اخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر یعنے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان ضروری و واجبی است کہ بہ بدن دیگر تعلق گرفتہ نازل خواہند باز درمیاں صفحہ آوردہ رفع عیسیٰ علیہ السلام باتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم سفلی بالعالم العلوی یعنے معنے رفع عیسیٰ علیہ السلام اینست کہ چوں از عالم سفلی روح اوشاں جدا شد بعالم بالا متصل گشت و ایں بالکل مطابق قول حضرت مولوی رومی است قدس سرہٗ چنانچہ فرمودہ ؎

ہیچکس را تا نگردد او فنا ✽ نیست او اندر خباب کبریا

و در جائے دیگر آوردہ ؎

من شدم عریاں ز تن او از خیال ✽ میخرامم تا نہایات الوصال

وہمچنیں حال تفاسیر است کہ در تفاسیر آیات متعلقہ ایں امر صدہا اختلاف اقوال است و یک قول با قول دیگر متفق نیست و ایں اختلاف بداہۃً ظاہر میکند کہ اہل تفاسیر را دریں امر علم یقینی نیست بلکہ مدار اقوال اوشاں بر ظن و تخمین است۔ چنانچہ قرآن مجید میفرماید۔ إن الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن یعنے کسانیکہ در بارہ مسیح اختلاف دارند باعث ایں اختلاف اینست کہ در شک افتادہ اند و علم ندارند بلکہ متابعۃ ظن و گمان میکنند ایں جا معلوم شد کہ چنانچہ یہود در قتل و صلیب عیسیٰ علیہ السلام اختلاف داشتند و ہمیں اختلاف صاف ظاہر میکرد کہ در اں واقعہ آنہا را پیروی ظن و گمان است و اصل حقیقۃ را خداوند تعالے از اوشاں پوشیدہ داشتہ است چراکہ اگر فی الحقیقۃ علم میداشتند ایں قدر اختلاف در اقوال اوشاں نمی افتاد ہمچنیں حال اہل تفاسیر اہل اسلام است کہ در بارہ رفع مسیح علیہ السلام چندیں اقوال مختلفہ پیش میکنند کہ بر منصف صاف ظاہر میشود کہ بہ حقیقۃ حال نرسیدہ انتقد ساں اختلاف کردہ اند۔ و ہیچو اختلاف بغیر آنکہ از جانب او سبحانہٗ تعالے کدام وحی والہام وارد نشود ہرگز مرتفع نمیشد چراکہ قرآن مجید در صاف الفاظ میفرماید کہ رفع اختلاف خاصہ او سبحانہٗ تعالے است چنانچہ آیت کریمہ است فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون۔ یعنے خدا تعالے در میان اوشاں بروز قیامت فیصلہ خواہد کرد۔ در آنچہ باہم اختلاف دارند۔

در ینجا شاید در خاطر کسی خواہد آمد کہ تعلق ایں آیۃ بروز قیامت است نہ دریں عالم شہادۃ در جواب اوشاں گذارش آنکہ بعثت انبیاء علیہم السلام فی الحقیقۃ نمونہ قیامت و یوم الحساب و یوم الدین و یوم الفصل است۔ چراکہ اگر ہمیں نمونہ نمی بود بر اصل قیامت و حقیقۃ آں ایمان آوردن میسر نمیشد۔ زیراکہ ما را ہماں قدر تکلیف دادہ میشود کہ تحمل آں توانیم شد۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا شاہد بریں قول است۔ وہمیں سر است کہ شروع سورۃ انبیاء علیہم السلام بہ ایں آیۃ شد اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون یعنے وقت حساب مرداں قریب آمد و اوشاں در غفلت افتادہ ازاں روح گردانی میکنند و ایں ازاں فرمود کہ نمونہ با اصل خود بسیار قرابت دارد یعنے ہرچہ در اصل است کم کم آثار آں در نمونہ ضرور میباشد۔ میرزا بیدل فرمودہ قدس سرہ العزیز

زاں پیش کہ بر خرمن ما برق فرو شد۔ امروز کہ آں شعلہ شرار سنگ بینید

ہمیں سبب است کہ در دور ہر نبی علیہ السلام یک عالمی زیر و زبر شدہ رفتہ است و نبوت زیر و زبری آنہا یا آتش فشانی کوہ شدہ یا زلزلہ گردیدہ و یا وبا و طاعون افتادہ یا جنگ و جدال باہمی آنہا اوشاں را برباد کردہ یا طوفان و طغیان آب و ہوا آنہارا ہلاک نمودہ چنانچہ آیۃ است قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض ۶۵ یعنے اوست قادر مطلق بر آنکہ بر شما عذابے مبعوث کند کہ از بالائے شما باشد (یعنے آتش کوہ آتش فشاں و طوفان و طغیان آب و ہوا) یا از زیر شما باشد (چوں زلزلہ و شقاق الارض و امثال آں) یا در شما اختلاف انداختہ در شما جنگ و جدال اندازد۔ چراکہ ایں ہمہ آثار نزول فرشتگان عذاب است کہ بہ تدریج ما مور شدہ عالمی را زیر و زبر میکنند۔ اما چوں بتدریج واقع میشود مردم ہمچناں در غفلۃ میمانند تا آنکہ بالکل برباد کردند و قطع نسل و خیالات اوشاں شود و بر جائے اوشاں نسل دیگر و علوم تازہ جائے گیرد۔

دریں باب ایں دو آیۃ بندہ پیش میکند امید کہ غور و تامل بر آں خواہید فرمود سنستدرجہم من حیث لا یعلمون قریب است کہ درجہ بدرجہ ما اینہارا خواہیم گرفت بطوریکہ آنہا نخواہند دانست۔ دوم آیۃ الم نہلک الاولین ثم نتبعہم الاخرین کذالک نفعل بالمجرمین یعنے چہ ما پیشینہا را ہلاک نکردیم۔ و دیگراں را بر جائے آنہا نیاوردیم بسنت و عادت ما چنیں است کہ با مجرمان ہمچو کارہا میکنیم۔

ازیں آیات قرآن مجید صاف معلوم میشود کہ خداوند کریم مجرماں را آہستہ آہستہ چناں میگیرد کہ اوشاں خبر نمیشود۔ و نیز آنکہ در آخر تمامی منکران ہلاک شدہ بر جائے اوشاں نسل جدید مقرر میشود

سبحان اللہ ہمیں تمام آثار از روزیکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بشان نبوت مسیحیت مبعوث شدہ اند و دعوے خویش کردہ اند۔ در جہاں بروز کردہ است اما افسوس کہ در اہل اسلام عادت غور و فکر نماندہ است ہر کہ قدرے ازیں باب در خدمت اوشان بیان میکند۔ منقبض میگردند۔ و بالکل نمیخواہند کہ یک حرف اندریں باب بشنوند۔ حالانکہ دریں نقصان خود اوشاں است و ناصح را محض فرض خود ادا کردنی است و بس۔

شاید دریں جا در دل کسی بیاید کہ حضرت اقدس علیہ السلام وفات یافتند۔ حالے ایں آثار را با اوشاں چہ نسبت است بلکہ اگر اوشاں در دعوے خود راست میبودند باید بود کہ تا انفصال ایں امر زندہ میماندند۔ در جواب اوشاں اول ایں آیۃ است ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون یعنے در سورۃ انبیاء در رکوع سوم است کہ ما پیشتر از تو ہیچ صاحب جسم را زندگی پایدار ندادہ ایم تا ترا خیال آید کہ تو میمیری و اوشاں پایدار ماندہ اند دریں صاف تسلی آنحضرت است کہ قبل از تو ہر نبی کہ آمدہ است وفات یافتہ الیست۔ خیال مکنی کہ تو وفات مییابی و اوشاں بجسم زندہ اند۔ چراکہ ایں آیۃ در سورۃ انبیاء است پس زیادہ تعلق با احوال انبیاء دارد۔ دوم آیۃ و اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک یعنے خواہ ما شمارا بعضی ازاں وعدہا کہ در بارہ منکران کردہ ایم بنمائیم یا پیش از وقوع آں وفات دہیم ازیں آیۃہا صاف ثابت است کہ تمام وعدہا کہ در ہلاک منکران از جانب او سبحانہٗ تعالے بر نبی وقت و امام الزمان الہام کردہ میشود۔ واقع نمیشود بلکہ اگر واقع میشود تاہم بعضے ازاں واقع

مے شود و اکثر آن بعد از وفات اوشان واقع میشود. پس ہمین حال وقوع پیشگوئی ہائے حضرت اقدس است کہ اکثر ان ضرورۃ واقع شدنی است. اما برائے دانستن وقوع آن ضرورت ایمان و یقین است کہ بے آن ہیچ معجزہ ونشان اہل حق نتوان رسید چنانچہ او سبحانہ تعالیٰ مے فرماید. فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون. ما امنت قبلہم من قریۃ اھلکنٰھا افہم یؤمنون. انبیاء رکوع اول. یعنے منکران مے گویند کہ اگر این رسول در دعوے خود درست است باید. کہ یکے ازان معجزات کہ رسولان سابق آوردہ بودند پیش کند.

درجواب آنہا او سبحانہ تعالیٰ میفرماید کہ باشندگان قریہ ہا کہ پیش ازین منکران بودند. بہمان معجزات انبیائے سابق ایمان نیاوردہ ہلاک شدند. چہ ایشان برآن ایمان خواہند آورد.

ازین صاف معلوم است کہ دیدن معجزات برائے منکران ہیچ مفید نیست بلکہ ہمین شکوک کہ حالی دارند. بعد از وقوع معجزات نیز پیش خواہند کرد وآن معجزات نزد او مشتبہ خواہد شد. چراکہ اصلی موجب انکار روگردانی دل است تاکہ دل از انکار خود دست نہ برداشتہ است ممکن نیست کہ دیدہ راست بین شود.

دراین باب براین آیۃ غور باید فرمود. ولو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون. لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون. پ۱۴ یعنے اگر بالفرض ما بہ منکران دروازہ از آسمان بکشائیم و آنہا دران مقام رسند کہ عروج بہ آسمان کنند تاہم خواہند گفت کہ بر چشمہائے ما بیہوشی اثر کردہ است بلکہ مارا سحر کردہ اند. مرزا بیدل قدس سرہ مے فرماید. ؎

اشارات حقیقت بر مجاز افگند آگاہی
خود ہرجا پری در جلوہ آمد شیشہ نہمید ش

سبحان اللہ چہ قدر صاف بیان است کہ اہل انکار اگر مشاہدہ ملکوت آسمان بکنند کہ ازان بہتر معجزہ نیست تاہم از انکار خود دست نخواہند برداشت یا بر نبی بدگمان خواہند بود یا برخود بدگمان خواہند بود.

درآخر محض بندہ گذارش ست کہ مرتبہ مسیحیت نہایت دشوار فہم و دقیق ترین مرتبہ ہا است چراکہ دراین مرتبہ دو کمال انتہائی کہ کمال نبوت و ولایت ست جمع گردیدہ پیش مے شود. واو جامع این ہر دو کمال گشتہ از جانب او سبحانہ تعالیٰ مے آید. و قاعدہ جامعیۃ است کہ در آن اجمال مے باشد. وہمین اجمال موجب اشتباہ کوتاہ نظران مے گردد. چنانچہ برائے توضیح آن بندہ این مثال پیش مے کند کہ قوت بینائی و شنوائی اگر ہر دو یکجا کردہ شود وازان یک قوت جامع ساختہ شود. موجب حیرت خواہد شد چراکہ مردم حیران خواہند ماند کہ اورا گوش بگویند یا چشم بگویند ہمین سراست کہ حق سبحانہ تعالیٰ درذکر معراج کہ در اوائل سورہ بنی اسرائیل آوردہ ذات پاک خود را باسم انہ ھو السمیع البصیر. ستودہ تا دلیل باشد براین کہ فہم این سر دقیق ترین اسرارہا ست چراکہ این نہان مقام است کہ دران صفت شنوائی و بینائی مجتمع اند وہمین مقام مسیحیت را اہل حق مجمع البحرین مے فرمودہ اند کہ موجب تحیر حضرت موسیٰ علیہ السلام گردیدہ بود کہ در سورہ کہف ذکر آن است.

وآنچہ درآن بیان سہ واقعہ است کہ یکے پارہ کردن کشتی است و دوم کشتن غلام زکی بغیر نفس است و سوم اقامۃ دیوار شکستہ است بلا مزد کہ موجب تحیر حضرت موسیٰ علیہ السلام بودہ است صاف صاف بیان این زمان است کہ بر صاحب غور تاویل بحسب قابلیت واستعداد و اسرار آن منکشف میشود.

یعنے اجمالاً آنکہ این سہ کار از لوازم مقام مسیحیت است علیہ الصلوٰۃ والسلام. چراکہ قاعدہ قرآن مجید است کہ واقعہ گذشتہ را برنگ پیشین گوئی برائے واقعات آیندہ بیان مے فرماید تا برہان باشد کہ این سفر الحقیقت کلام پاک خدائے عالم الغیب والشہادت است چراکہ در کلام ہر عالم کم وبیش از صفات علمی او مندرج مے باشد. اگر طبیب ست ضرور در کلام او از علم طب چیزے اشارات خواہد بود. واگر منجم است از نجوم واگر مہندس ست از ہندسہ علی ہذا القیاس. پس چون او سبحانہ تعالیٰ در صفت علمی خود عالم الغیب والشہادۃ اند در بیان عالم شہادۃ واز عالم غیب چیزہائے میباشد تا بر خوانندہ ثابت گردد کہ ضرور این کلام خدا تعالیٰ است کہ عالم الغیب والشہادۃ است.

بندہ اگر چیزے ازان بیان کند ہیچ فائدہ نخواہد بخشید چراکہ درآن باریکیہاست و مردم بہ سخنان ہیچ انکار دارند تا باین باریکیہا چہ رسد. ناچار خموش میماند. درآخر ختم این نامہ براین چند سطور بس میکند کہ از واقعہ حیدرآباد دکن عبرت باید گرفت چراکہ این واقعہ مثل واقعہ سبا میباشد وحال شہر سبا نیز ہمین طور شد. ونشان عظیمہ حضرت اقدس ست. دوم انقلاب سلطنت ترک یکے از نشانہائے عظیم است. چراکہ بیک طور سلطنت مذکورہ مرد و باز برنگ دیگر کہ نشان صلح کل درخود دارد زندہ شد. ہنوز دیدہ باشید کہ در دنیا چہ مے شود. ؎

ہنوز این اول عشق است ایدل گریہ کمتر کن
کہ این طوفان ز عمانی است عالمگیر خواہد شد

خدایا چشمان امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکشائی وآنچہ حق است وے شنوند او شان را نمائے. اللّٰہم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی. اللّٰہم لاتکلنا الیٰ انفسنا طرفۃ عین واقل من ذالک ان تکلنا الیٰ انفسنا تکلنا الیٰ ضعف وعورۃ وذنب وخطیئۃ.

والسلام. خاکسار ابراہیم احمدی.

بعد از ختم این نامہ بندہ را این نکتہ ضروریہ یاد آمد کہ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرمودہ اند کہ در رشحات ص ۱۷ مذکور است خواجہ بزرگ میفرمودند کہ اکابر فرمودہ اند کہ گربہ زندہ بہ از شیر مردہ. پس نظر براین مقولہ فرمودہ تامل باید کرد کہ کسانیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام را بجسم زندہ دانستہ اند. چہ قدر توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ اند وشامت ہمین توہین بوجہ است کہ اہل اسلام از عیسائیان کفش میخورند. چراکہ ہرچہ در ظاہر مرئی است ہمہ عکس و آثار باطن است و برائے ہمین مرزا بیدل قدس سرہ فرمودہ. ہر نقشے کہ مے بینی حرفیست کہ مے شنوی یعنے ہرچہ در ظاہر عیان است. جزئیات خیالات کلی ذہنی تست کہ دل تو بتو میگوید ومؤید این معنی آیۃ وما تشھدنا الا بما علمنا است یعنے شہود ما بغیر از صور علمیہ دل نیست. بنا براین بندہ میگوید کہ حضرت اقدس صاف فرمودہ رفتہ اند کہ مدار کسر صلیب براین است کہ ہمین عقیدہ را بشکنید. ہر قدر کہ این عقیدہ خواہد شکست یعنے قبول کنندگان آن در جہان زیادہ خواہد شد. ہمان قدر کسر صلیب خواہد شد یعنے عقیدہ باطلہ عیسائیان شکست خواہد یافت وحقیقتاً اسلام وعزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر وثابت خواہد شد.

ونیز گذارش آنکہ بندہ درآن روزہا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاہور تشریف آوردہ بودند در نیرپور بود. روزے بندہ را شوق مطالعہ کتاب مرزا بیدل قدس سرہ پیدا شد. چنانچہ کتاب مذکور را برداشتہ برائے مطالعہ کشادم بجرد کشادن این ابیات درنظر آمدند کہ در ذیل نوشتہ مے شود وبندہ را بسیار خوش آمدند و ہمہ را یاد کرد وبذوق تمام آنہا را میخواند تا آنکہ اندرون یکہفتہ خبر وفات حضرت اقدس شنید علیہ الصلوٰۃ والسلام مقصود بندہ از بیان این واقعہ آن است تا روشن گردد کہ تصرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چہ قدر در متابعان اوشان سرایت دارد کہ آنچہ اوشان را پیش آمدنی بود بندہ را با وجود این ہمہ غفلت وتاریکی کہ لازم حال دارد پیش ازان بزبان مرزا بیدل قدس سرہ خبر داد ونیز سر رحلت خود را واضح گردانید. وتسلی بخشید.

وھو ھذا

زین سبب رفع شبہ دشوار است　　کہ دل اینجا دلیل اسرار است
چیست دل قلب نام ہستی خون　　کہ از و جلوہ میدمد دارون
چون عدم ہستی خود اندیشید　　شبہہ جمع آمد و دلش نامید
پس دل آئینہ ایست عکس نمود　　کہ عدم را نمودہ است وجود.

غیب ظاہر شد از نمود دولت	عین غیر آمد از شہود دولت
اے دلت دام راہ بیدل باش	عقدہ بگذار و حل مشکل باش
کہ ازیں عقدہ فریب کمین	زندگانی است سدّ راہ یقین
تا بود زندگی دوی باقی است	اگر ہمہ او شوی توئی باقی است

والسّلام - بندہ محمد ابراہیم احمدی

درخواست جنازہ - ہمارے مکرم دوست محمد ابراہیم خان بن حاجی مسے خان صاحب کی اہلیہ خیرپور میرس میں فوت ہوگئی ہیں احباب سے درخواست ہے کہ اپنی جگہ جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل کریں مرحومہ ایک احمدی خاتون تھیں - اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے -

ضرورت فیروزپور میں ایک خادم مسجد احمدیہ کی ضرورت ہے جس کے لئے خوراک کے علاوہ کچھ ماہوار نقدی کا بھی انتظام کیا جائیگا - اگر کوئی صاحب جانا چاہیں تو اس پتہ پر خط وکتابت کریں - سکرٹری انجمن احمدیہ - فیروزپور

لنگر خانہ قادیان میں ضرورت لنگر و بورڈنگ کے لئے دو باورچیوں کی ضرورت ہے جو کہ ہر قسم کا عمدہ کھانا طیار کر سکتا ہو اور دو نان بٹوئی جو کہ روٹیاں اچھی لگانے میں مشاق ہوں - تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو -

دفتر سکرٹری قادیان ضلع گورداسپور

تصحیح مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اخبار بدر نمبر ۲۵ جلد ۱۰ مورخہ ۴ - اپریل کے صفحہ ۱۱ میں جو انصار اللہ کی فہرست آپنے دی ہے اس میں اور اصل فہرست انصار اللہ میں فرق ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بھائی انصار اللہ کو کوئی غلطی لگے اس لئے کمترین اس کی تصحیح کرنا ضروری سمجھتا ہے اصل فہرست میں نمبر ۳۲ پر غلام نبی مدرس بیگم پور - جنڈیالہ ضلع ہوشیارپور - نمبر ۳۳ پر انوار حسین خان صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی - نمبر ۳۹ پر محبوب عالم صاحب ایجنٹ وکیل گوجرانوالہ درج ہے لیکن اخبار میں نمبر ۳۲ و ۳۳ کو ملا کر صرف انوار حسین خان صاحب مدرس بیگم پور لکھا گیا ہے اور نمبر ۳۹ پر صحیح پتہ محبوب عالم صاحب ایجنٹ وکیل گوجرانوالہ ہے لیکن اخبار میں محبوب عالم صاحب موضع صریح لکھا ہے جو کہ واقعہ میں بالکل غلط ہے -
کمترین غلام نبی احمدی مدرس مدرسہ بیگم پور - جنڈیالہ ممبر انصار اللہ
۲۰ اپریل ۱۹۱۱ء

معزز شیعہ کے خط کا جواب میاں محمد صدیق صاحب احمدی رجسٹرار بازار شیخاں نے رسالہ الحق ۱۹۰۵ء سے نقل کر کے بصورت رسالہ چھاپ کر مفت تقسیم کیا ہے - یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکھا ہوا ہے میاں محمد صدیق صاحب نے اس کے چھاپنے میں بہت عمدہ کام کیا ہے - اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے -

اوچ وملتان میں تبلیغ

بتاریخ ۵ - اپریل ۱۹۱۱ء اوچ علاقہ ریاست بہاولپور بہمراہی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی اور فلاسفر اللہ دین صاحب حضرت شاہ عبدالقادر ثانی کے عرس پر پہونچا - ۶ و ۷ و ۸ و ۹ اپریل ۱۹۱۱ء وہاں قیام کیا -

اور اپنی اپنی ہمت خداداد رکھتے ہوئے سب صاحبان نے سلسلہ ربانی کے متعلق تبلیغ کی اور سب لوگوں نے اس سے سنا اور بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور قادیان میں مولوی غلام احمد صاحب اختر کا کارڈ میرے نام آیا ہے - وہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کے وعظوں کا اثر ظاہر ہو رہا ہے بتاریخ ۱۰ - اپریل ۱۹۱۱ء ہم سب بہاولپور ہونچے ریاست بہاولپور میں چونکہ ریاست کی طرف سے وعظ کرنے کی شارع عام میں ممانعت ہے اس لئے بلاچاری ۱۱ - اپریل ۱۹۱۱ء ہم سب ملتان پہونچے - بیرون پاک دروازہ بر مکان حکیم محمد اسمٰعیل صاحب بعد از نماز مغرب وعظ کیا گیا - ہمارے بعد ایک مظفرگڑھی مولوی صاحب نے وعظ کیا - ہم بھی تھوڑی دیر سننے کے لئے بیٹھ گئے - آدم علیہ السلام کا قصہ شیطان کا قصہ غرض وہ اپنے وعظ میں قصص ہی بیان کرتے رہے

۱۲ - اپریل ۱۹۱۱ء - گھنٹہ گھر کے پاس بابو صاحب دین صاحب احمدی کی درخواست پر نماز مغرب کے بعد وعظ کیا گیا - اتفاق سے مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی بھی موقع وعظ میں موجود تھے وہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں - میں نے کہا کہ آپ دکھلائیں کہ جہاں لکھا ہے کہ نہیں فوت ہوئے پھر کہنے لگے میں تو مسلم سے دکھلاؤنگا میں نے کہا کہ مقدم قرآن شریف ہے - مولوی صاحب نے بہت ہی اصرار کیا کہ میں تو مسلم سے ہی دکھلاؤنگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں - غرض قرآن شریف کی طرف مولوی صاحب بالکل نہیں آئے - پھر میں نے کہا اچھا مسلم سے ہی دکھلاؤ - اسی مجمع میں مولوی صاحب نے مسلم منگوائی ایک اور مددگار بھی ان کے ساتھ تھا بہت دیر تک ورق گردانی کرتے رہے - ادھر ادھر کے بہانے کر کے مولوی صاحب تشریف لیگئے اور یہ کہہ گئے کہ کل مباحثہ ہوگا پھر لوگوں نے شور ڈال دیا اور ہمارے پیچھے تالیاں بھی بجائیں مگر کسی ایک شخص نے مولوی صاحب کو یہ نہیں کہا کہ مسلم سے حضرت مسیح ؑ کی حیات کیوں نہیں دکھلاتے -

صبح مولوی عبدالعزیز صاحب نواب احمد یار خان صاحب کے پاس گئے اور ان سے جا کر کہا کہ آپ حفظ امن کا ذمہ لیں اور اپنا مکان بھی مباحثہ کے لئے دیں - سنا ہے نواب صاحب ممدوح نے فرمایا نہیں حفظ امن کا ذمہ لیتا ہوں اور نہ پسند کرتا ہوں - تم مباحثہ کرو - کیونکہ علم پڑھ لینا اور چیز ہے - اور مباحثہ کرنا کارِ دیگر - تم ان لوگوں سے مباحثہ نہیں کر سکتے ہو پھر مولوی صاحب مایوس ہو کر خاموش ہو رہے ہمیں اطلاع ملی کہ مباحثہ نہیں ہوگا - اس لئے ۱۳ - اپریل ۱۹۱۱ء ملتان سے روانہ ہو کر قادیان پہنچ گیا ہوں -

غلام احمد - واعظ

جنازہ غائب - والدہ حافظ روشن علی صاحب (۲) راجہ یار محمد صاحب کہ گل (۳) مولوی غلام غوث گوجرانوالہ (۴) نور احمد برادر چوہدری فتح محمد (۵) کریم داد خاں (۶) بنت نور الدین ساکن دھنگ (۷) اللہ دتا حجام تلونڈی